پرانا کوٹ

سید محمد جعفریؔ

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
جاڑوں	سردیوں کا موسم	کوٹوں کا باوا آدم	کوٹوں کا باپ یعنی (جس طرح حضرت آدم علیہ السلام سب انسانوں کے باپ ہیں)
نیلام	بولی بولی کر بیچنے کا عمل	دہان زخم	منہ کے زخم
صلائے عام	عام عورت	چینی انکھڑیوں	چینیوں کی چھوٹی آنکھیں
ثناء	پاکیزہ، سبحان	شمشیر	تلوار
آز مودہ کار	آزمایا ہوا، تجربہ کار	ورق	صفحہ
واسکوڈی گاما	ایک پرتگالی جہازراں	عبرت	سبق
جئے بولنا	زندہ باد کہنا	مارکوپولو	اٹلی کا مشہور سیاحؔ
خراج	داد، تحسین	یارانِ نکتہ داں	عقل مند دوست

اشعار کی تشریح

شعر نمبر۔1

خریدا جاڑوں میں نیلام سے پرانا کوٹ جو پھٹ کے چل نہ سکے، یہ نہیں ہے ایسا نوٹ

تشریح:

شاعر محمد جعفری اس شعر میں پرانے کوٹ کا پس منظر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے سردی کی شدت سے بچنے کے لیے نیلام سے ایک پرانا کوٹ خریدا۔ یہ کوٹ پھٹا ہوا اور پُرانہ تھا۔ جس طرح کوئی نوٹ پھٹ کے پرانا ہوگیا ہو۔ لیکن پھٹ جانے کے باوجود اسے استعمال کیا جاسکتا تھا۔

شعر نمبر۔2

بنا ہے کوٹ یہ نیلام کی دکاں کے لیے "صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے"

تشریح:

شاعر دونوں مصروں کے ملاپ سے یہ مضمون نکالتا ہے کہ یہ پُرانا کوٹ نیلام کی دکان کے لیے بنا ہے اس لیے تمام لوگوں کو دعوت ہے۔ اب ہر عقلمند شخص کو یہ اعلان اور اطلاع ہے کہ وہ آکر پہلے اس کا اچھی طرح جانزہ لیں اور پھر خوب پرکھنے کے بعد اِس کو خرید لیں۔

شعر نمبر۔3

بڑا بزرگ ہے یہ آزمودہ کار ہے یہ کسی مرے ہوئے گورے کی یادگار ہے یہ

تشریح:

شاعر کہتا کہ اس کوٹ کی عمر بہت زیادہ ہے۔ اس کوٹ کی شکل وصورت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی پُرانے انگریز کا ہے۔ اس نے چونکہ ایک دنیا دیکھی ہے اس لیے بہت تجربہ کار ہے۔ یہ کوٹ ملکوں ملکوں اور شہروں شہروں گھوما ہے اور ہرہاتھ کو چھوا ہے اس لیے یہ بہت تجربہ کار اور آزمایا ہوا ہے۔

شعر نمبر۔4

پرانی وضع کا بے عجیب جامہ ہے پہن چکا اسے خود "واسکوڈی گاما" ہے

تشریح:

یہ کوٹ بہت پرانے زمانے کا ہے۔ اس کا فیشن بہت پُراناز ہے۔ اِس کی تاریخی حیثیت اور پرانے پن کا اندازہ اس بات سے لاگایا جاسکتا ہے کہ اسے ایک صدی پہلے واسکوڈی گاما بھی پہن چکا ہے۔یہاں شاعر نے صنعتِ تلمیح کا استعمال کرتے ہوئے مشہور زمانہ بحری قزاق واسکوڈی گاما کا ذکر کیا گیا ہے۔جس نے ہندوستان کا بحری راستہ دریافت کیا تھا۔ واسکوڈی گاما اسے پہن کر ہی ہندوستان آیا اور اسے یہاں چھوڑ کر چلا گیا۔

شعر نمبر۔5

نہ دیکھ کہنیوں پر اس کی خستہ سامانی پہن چکے ہیں اسے تُرک اور ایرانی

تشریح:

شاعر کہتے ہیں کہ یہ کوٹ اب بہت خستہ حال ہو چکا ہے۔ یہ کوٹ کہنیوں کے قریب بلکل پٹھٹ چکا ہے۔ یہ کوٹ یورپ سے سفر کرتا ہوا ترکی اور ترکی سے ایران اور ایران سے پاکستان پہنچا ہے۔ ترک اور ایران کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ ترکی اور ایران کو اسلامی تاریخ میں خاص مرتبہ حاصل ہے۔

شعر نمبر۔6

جگہ جگہ وہ پھرا مثلِ "مارکوپولو" وہ کوٹ کوٹوں کا لیڈر ہے اس کی جے بولو

تشریح:

اس پُرانے کوٹ کی مثال مشہور سیاح مارکوپولو کی طرح ہے۔ جس نے اپنے والد نکولو اور چچا میفیو کے ساتھ چین کا سفر کیا اور وہاں کے عظیم حاکم قبلائی خان سے ملاقات کی۔ جس طرح مارکوپولو ملکوں ملکوں گھوما پھرا اِسی طرح یہ کوٹ بھی کئی ملکوں کی سیر کرنے کے بعد یہاں پہنچا۔ اس لیے یہ دوسرے کوٹوں کا سردار ہے۔جس طرح ہندوستان اور پاکستان میں لوگ اپنے لیڈروں کے لیے جے بولتے اور زندہ باد کے نعرے لگاتے ہیں۔ اسی طرح اس کوٹ کے لیے بھی درازی عمر کی دعا مانگنی چاہیے۔

شعر نمبر۔7

بڑا بزرگ ہے یہ گو وہ قلیل قیمت ہے میاں! بزرگوں کا سایہ بڑا غنیمت ہے

تشریح:

یہ کوٹ بہت پرانا ہے اس لیے اس کی قیمت بہت کم ہے۔ اس کی عمر سے اس کے مرتبے کا اندازہ اچھی طرح سے لگایا جا سکتا ہے۔ جس طرح بزرگ ہمارے لیے قابل احترام اور اللہ تعالی کی طرف سے سایہ رحمت ہوتے ہیں۔ ایسے ہی یہ کوٹ بھی پرانا اور بزرگ ہونے کی حیثیت سے قابل،احترام اور محترم ہے۔ اس لیے اس کا احترام سب پر فرض ہے۔

شعر نمبر۔8

ہیں اس پہ دھبے جو سرخی کے اور سیاہی کے نشان ہیں کسی ٹیچر کی بادشاہی کے

تشریح:

شاعر کہتا ہے کہ اس کوٹ پر سرخ اور کالے نشانات موجود ہیں۔ جو اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ یہ ضرور کسی اُستاد کے زیرِ استعمال رہا ہوگا۔ اُستاد کا سیاہی اور قلم دوات سے بہت تعلق ہوتا ہے۔ کیونکہ اُستاد عموماً سرخ اور کالی سیاہی والے قلم استعمال کرتے ہیں۔ اس لیے یہ بات باآسانی ظاہر ہوسکتی ہے کہ یہ کسی اُستاد کے زیرِ استعمال رہا ہوگا۔

شعر نمبر۔9

جگہ جگہ جو یہ کیڑوں کی ضرب کاری ہے نئی طرح کی یہ صنعت ہے، دستکاری ہے

تشریح:

نظم کے اس شعر میں شاعر پرانے کوٹ کا ذکر کر کے جدید فیشن پر طنز کرتا ہے۔ہمارے دیکھنے میں روز یہ بات آتی ہے کہ اگر لباس بے ڈھنگا ہے اور جگہ جگہ سے پھٹا ہوا ہے تو اسے عیب نہیں بلکہ فیشن کہا جاتا ہے۔ اِس کوٹ میں جگہ جگہ کیڑوں کے کترنے سے سوراخ پڑگیے ہیں۔ یہ سوراخ آج کل بدنما نظر نہیں آتے بلکہ یوں اندازہ ہوتا ہے جیسے کوئی نئی کاریگری یا دستکاری ہو۔ اور دستکاری کے نئے نمونے دکھائی دیتے ہیں۔

شعر نمبر۔10

جو قدر داں ہیں، وہ جانتے ہیں قیمت کو کہ آفتاب چرالے گیا ہے رنگت کو

تشریح:

اس کوٹ کی طرح پُرانی چیزوں کی قیمت کو قدر داں ہی پہچانتے ہیں۔ اِس کا پُرانا تر ہونا ہی دراصل اس کی خوبی ہے۔ انہیں معلوم ہے کہ اس کی اہمیت اور قیمت کتنی ہے۔ اس کا رنگ دھوپ میں رہنے کی وجہ سے غاب ہوگیا ہے بلکہ سورج کو تو اس کا رنگ پسند آگیا ہے۔ اس کی رنگت اُڑگی ہے لیکن اس کے باوجود جو قدردان اس کی اصل قیمت کو پہچانتے ہیں۔

شعر نمبر۔11

یہ کوٹ کوٹوں کی دنیا کا باوا آدم ہے اگرچہ ہے وہ نگہ جو نگاہ سے کم ہے

تشریح:

شاعر کہتا ہے جس طرح حضرت آدم علیہ السلام سب انسانوں کے باپ ہیں۔ بلکل اسی طرح یہ کوٹ اپنی قدامت یعنی پُرانا ہونے کے اعتبار سے یہ تمام کوٹوں کا باپ ہے۔دیکھنے میں یہ ایک معمولی چیز نظر آتی ہے اور نگاہوں میں نہیں سماتی لیکن اس کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ اس کی قدامت اور کوٹِ اوّلین ہونے سے اِنکار ممکن نہیں۔

شعر نمبر۔12

دہانِ زخم کی مانند ہنس رہے ہیں کاج وصول کرتے ہیں چینی کی انکھڑیوں سے خراج

تشریح:

اس کوٹ میں بٹن بند کرنے کے لیے جو کاج بنے ہیں وہ بھی زیادہ استعمال ہونے کی وجہ سے پھٹ چکے ہیں۔ اور وہ منہ کے زخموں کی طرح ہنستے نظر آتے ہیں۔ مگر پھر بھی یہ کاج چینی باشندوں کی چھوٹی آنکھوں سے خراج تحسین وصول کر رہے ہیں۔ شاعر نے کوٹ کے ان، کاجوں کو چینی باشندوں کی آنکھوں سے تشبیہ دی ہے کہ پھٹ جانے کو باوجود بھی یہ کاج اتنے چھوٹے نظر آرہے ہیں جیسے چینیوں کی خوبصورت چھوٹی آنکھیں ہوں۔

شعر نمبر۔13

جگہ جگہ جو یہ دھبے ہیں اور چکنائی پہن چکا ہے کبھی اس کو کوئی حلوائی

تشریح:

شاعر کہتا ہے کہ اس کوٹ پر ہمیں جو چکنائی کے داغ دھبے دیکھائی دیتے ہیں دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کو جیسے کسی حلوائی نے بھی استعمال کیا ہو اور مٹھائی یا حلوہ بناتے ہوئے اس پر چکنائی کے داغ پڑگیے ہوں۔ جو آج بھی باقی ہیں۔

شعر نمبر۔14

گذشتہ صدیوں کی تاریخ کا ورق ہے کوٹ خریدو اس کو کہ عبرت کا اک سبق ہے کوٹ

تشریح:

آخری شعر میں شاعر کہتا ہے کہ اس کوٹ کی حیثیت تسلیم شدہ ہے۔ یہ ایک صفحہ ہے۔ اس کو اس لیے خریدنا ضروری ہے کہ یہ قوموں کے عروج وزوال کی داستان ہے۔ یہ کوٹ ہمارے لیے عبرت کا نشان ہے۔ یعنی اسے دیکھ کر عبرت کا سبق سیکھا جا سکتا ہے۔ اس کے ساتھ مختلف ادوار میں جو ہوتا آیا ہے اس سے ہمیں سبق سیکھنا چاہیے کہ بے رحم دھارے کس طرح سے سامان ہستی کو لے جاتے ہیں اور اس کا کیا حال کردیتے ہیں۔ (شوخیء تحریر)

مشق

سوال نمبر۱۔ شاعر نے پرانے کوٹ کی خامیوں کو کیسے خوبیاں بنا کر پیش کیا ہے۔

جواب: شاعر نے پرانے کوٹ کی خامیوں کو خوبیاں بنا کر اس طرح پیش کیا ہے کہ اگرچہ یہ پرانا اور پھٹا ہوا ہے لیکن اس نوٹ سے اچھا ہے جو پھٹ جائے اور چل نہ سکے۔ یہ اگرچہ کہنیوں سے بہت خستہ سا ہے۔ لیکن اسے ترک اور ایرانی بھی پہن چکے ہیں گویا یہ ایک تاریخی ساز پہناوا ہے۔ اگرچہ اسے کیڑوں نے جگہ جگہ سے کھایا ہوا ہے لیکن کیڑوں سے کاٹا جانے سے اس طرح اسے ڈیزائن بن گے ہیں کہ دستکاری کی ایک نایاب صیعت معلوم ہوتی ہے۔ اس کے زخموں کے منہ کی طرح کے کاج کسی چینی کی چھوٹی چھوٹی خوبصورت آنکھیں معلوم ہوتی ہیں۔ غرض یہ عہد رفتہ کی ایک ناماب یادگار ہے۔

سوال نمبر۲۔ تشبیہ اور استعارے سے کیا مراد ہے؟ اس نظم میں شاعر نے پرانے کوٹ کے لیے کیا کیا تشبیہات اور استعارات استعمال کیے ہیں؟

جواب: تشبیہ:

تشبیہ کے لغوی معنی ایک چیز کو دوسری چیز کی مانند قرار دینا۔ اصطلاع میں تشبیہ سے مراد یہ ہے کہ دو چیزوں میں سے کوئی سی اچھی یا بری صفت مشترک ہو۔ ایک چیز میں وہ صفت مشترک کم ہو اور دوسری میں زیادہ۔ اس طرح ادنی صفت والی چیز کی کسی صفت کو پُر زور اور موثر بنا کر پیش کیا جاتا ہے مثلاً

1) ہمارے فوجی جوان شیر کی طرح بہادر ہیں۔

2) ثناء بچوں کی طرح لال بیگ سے ڈرتی ہے۔

اس جملے میں "شیر" اور" بچے "تشبیہ ہیں

استعارہ:

استعارہ کے لغوی معنی ہیں۔ "اُدھار لینا"۔ علم بیان کی رُو سے استعارہ سے مُراد کلام میں کوئی لفظ مجازی معنوں میں اس طرح استعمال کیا جائے کہ اس کے حقیقی اور مجازی معنوں میں تشبیہ کا تعلق پایا جائے۔ مثلاً

1) میری بیٹے چاند ہے۔

2) آج تو آگ برس رہی ہے۔

ان مثالوں میں خوبصورتی کی بنا پر بیٹی کو چاند جب شدید گرمی کو آگ کہا گیا ہے۔

اس نظم میں پرانے کوٹ کے حسبِ زیل تشبیہات اور استعارات استعمال کے گے ہیں۔

تشبیہات	استعارات
مارکوپولو	نوٹ جو چل نہ سکے
لیڈر	نی صنعت
دہان زخم	باوا آدم
تاریخ کا ورق	چینی کی انکھڑیاں

سوال نمبر۳۔ مصرع مکمل کریں۔

(الف) کسی مرے ہوئے گورے کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ب) پہن چکے ہیں اسے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ج) میاں بزرگوں کا سایہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(د) نئی طرح کی یہ صنعت ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ہ) گزشتہ صدیوں کی تاریخ کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جواب:

(الف) کسی مرے ہوے گورے کی یاد گار ہے یہ

(ب) پہن چکے ہیں اسے ٹرک اور ایرانی

(ج) میاں بزرگوں کا سایہ بڑا غنیمت ہے

(د) نی طرح کی یہ صنعت ہے، دستکاری ہے

(ہ) گزشتہ صدیوں کی تاریخ کا ورق ہے کوٹ

سوال نمبر۴۔ نظم "پرانا کوٹ "کا مرکزی خیال لکھیں۔

جواب: اس نظم کا مرکزی خیال دراصل ہماری غلامانہ ذہنیت پر طنز ہے۔ سید محمد جعفری نے کباڑی چیزوں کے استعمال کرنے والوں پر طنز کیا ہے۔ کہ یہ لوگ جس چیز کے پیچھے پڑ جاتے ہیں پھر اس کو نہیں چھوڑتے۔غربت کی وجہ سے ہمارے ہاں ایسی چیزوں کا چلن عام ہے۔اور مہنگائی کی وجہ سے ہمارے عوام خواہش کے باوجود اپنے لیے نیا کوٹ خریدنے کے متحمل نہیں ہو سکتے اور ایک کوٹ نسل در نسل استعمال کرنے پر مجبور ہیں۔ انگریزوں کی طویل غلامی کے دور کے اثرات آج بھی ہمارے زہنوں پر نقش ہیں ہم ان کی تہزیب اور تمدن کو اپنانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

سوال نمبر۵۔ قافیہ ہم آواز الفاظ کو کہتے ہیں، جیسے کوٹ اور نوٹ، دکان اور نکتہ داں، اس نظم اور کون کون سے قافیے استعمال ہوئے ہیں؟

جواب: کوٹ اور نوٹ، دکان اور نکتہ داں، آزمودہ کار اور یادگار، جامہ اور واسکوڈے گاما، سامانی اور ایرانی، مارکوپولو اور بولو، قیمت اور غنیمت، سیاسی اور بادشاہی، کاری اور دستکاری، قیمت اور رنگت،آدم اور کم، کاج اور خراج، چکنائی اور حلوائی، ورق اور سبق

سوال نمبر۶۔ کسی شاعر کے ایک مصرے پر دوسرا مصراع لگا کر نیا شعر کہنا "صنعتِ تضہین " کہلاتی ہے۔

مثلاً

بنا ہے کوٹ یہ نیلام کی دکاں کے لیے "صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے"

ایسے تین اشعار تحریر کریں جن میں صنعتِ تضہین کا استعمال ہو۔

جواب: (۱) "یارب ! زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لے
ہر شخص مجھ کو آنکھ دکھاتا ہے کس لیے"

(۲) یہ امتحان مچھلی پھنسانے کا جال ہے
" عالم تمام حلقہ دامِ خیال ہے"

(۳) کبھی وقت خرام آیا تو ٹار کا سلام آیا
" تھم اے رہرو کہ شاید پھر کوئی مشکل مقام آیا"

(۴) " اُن کی نظروں سے تُو اپنی نظر سے گرگیا
کیا کیا میں نے کہ اظہارِ تمنا کردیا"